کونڈوں کی نیاز امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے ہے یا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے لیے؟

ریفرنس نمبر: Lar 3879

تاریخ: 17-03-2020

کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ کونڈوں کا ختم شریف حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے لیے ہے یا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے؟ کیا یہ ختم دلانا، جائز ہے؟ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ 22 رجب کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا ہے، حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا نہیں ہوا، کونڈوں کا ختم دلانا بدمذہبوں کا طریقہ ہے۔یعنی وہ اس کے ذریعے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے وصال کی خوشی مناتے ہیں، لہٰذا ہمیں اس سے بچنا چاہئے کہ ان سے مشابہت نہ ہو۔ جبکہ سنی بہشتی زیور میں لکھا ہے کہ کونڈوں کا ختم دلانا، جائز ہے۔اب آپ رہنمائی فرمادیں کہ صحیح کیا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

مسلمان عام طور پر 22 رجب کو بالخصوص حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایصال ثواب کیلئے ہی کھانے وغیرہ کا اہتمام کرتے ہیں اور قرآن مجید وفاتحہ وغیرہ پڑھواتے ہیں، جس کو ''کونڈے'' کہا جاتا ہے۔یہ شرعاً بالکل جائز ہے۔صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ کونڈوں کے متعلق فرماتے ہیں: ''اسی طرح ماہ رجب میں بعض جگہ حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایصالِ ثواب کے لیے پوریوں کے کونڈے بھرے جاتے ہیں، یہ بھی جائز مگر اس میں بھی اسی جگہ کھانے کی بعضوں نے پابندی کررکھی ہے یہ بے جا پابندی ہے۔''

(بہار شریعت، جلد3، حصہ16، صفحہ643، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

مزید فرماتے ہیں: ''امام جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کونڈے بھرنا اور اس پر فاتحہ وغیرہ پڑھ کر ایصال ثواب کرنا، جائز ہے۔اس کی اصل یہی ہے کہ ایصال ثواب جائز ہے۔حدیث اور فقہ سے اس کا جواز ثابت ہے جب تک کسی خاص صورت میں ممانعت ثابت نہ ہو۔اس کو ناجائز بتانا اللہ ورسول اور شریعت پر افترا کرنا ہے۔''

(فتاوی امجدیہ، جلد1، حصہ1، صفحہ365، مکتبہ رضویہ، کراچی)

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رجب کے کونڈوں کے بارے فرماتے ہیں: ''اس مہینہ کی ۲۲ تاریخ کو ہندوپاک میں کونڈے ہوتے ہیں یعنی نئے کونڈے منگائے جاتے ہیں اور سوا پاؤ میدہ، سوا پاؤ شکر، سوا پاؤ گھی کی پوریاں بنا کر حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاتحہ کرتے ہیں۔''

(اسلامی زندگی، صفحہ76، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

مزید فرماتے ہیں: ”رجب کے مہینہ میں ۲۲ تاریخ کو کونڈوں کی رسم بہت اچھی اور برکت والی ہے۔ مگر اس میں سے یہ قید نکال دو کہ فاتحہ کی چیز باہر نہ جائے اور لکڑی والے کا قصّہ ضرور پڑھا جائے۔“

(اسلامی زندگی، صفحہ 80، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

محض اس بات کی وجہ سے اس ختمِ پاک کو ممنوع قرار نہیں دیا جاسکتا کہ 22 رجب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کا دن ہے۔ اس دن حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا وصال نہیں ہوا، کیونکہ اولاً تو 22 رجب کو حضرت امیر معاویہ کی تاریخ وفات قرار دینا کوئی یقینی امر نہیں ہے، بلکہ یہ آپ کی تاریخ وفات کے بارے منقول اقوال میں سے ایک قول ہے، کیونکہ مؤرخین کا اس بات پر تو اتفاق ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال شریف ساٹھ ہجری میں ہوا، لیکن تاریخ کیا تھی؟ اس میں چار اقوال ہیں: (1) یکم رجب المرجب (2) 4 رجب المرجب (3) 15 رجب المرجب (4) 22 رجب المرجب۔

المحبر، جلد 1، صفحہ 21 پر آپ کی تاریخ وفات یکم رجب، مشاہیر علماء الامصار، جلد 1، صفحہ 86 پر 15 رجب اور تاریخ خلیفہ بن خیاط، جلد 1، صفحہ 226 پر 22 رجب لکھی ہے جبکہ تاریخ طبری جلد 5، صفحہ 324 پر مذکورہ تینوں اقوال اور البدایہ والنہایہ میں چار اقوال مذکور ہیں۔ البدایہ والنہایہ میں ہے: ”لا خلاف أنه رضي الله عنه، توفي بدمشق في رجب سنة ستين. فقال جماعة: ليلة الخميس للنصف من رجب سنة ستين. وقيل: ليلة الخميس لثمان بقين من رجب سنة ستين. قاله ابن إسحاق وغير واحد. وقيل: لأربع خلت من رجب. قاله الليث. وقال سعد بن إبراهيم: لمستهل رجب

”ترجمہ: اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رجب 60 ہجری میں دمشق میں وصال فرمایا۔ ایک جماعت کا قول ہے کہ جمعرات کی رات 15 رجب 60 ہجری کو، ایک قول یہ ہے کہ جمعرات کی رات 22 رجب 60 ہجری کو، یہ ابن اسحاق اور دیگر کا قول ہے، ایک قول ہے کہ 4 رجب کو، یہ لیث کا قول ہے، سعد بن ابراہیم نے کہا: یکم رجب کو۔

(البدایہ والنہایہ، ترجمۃ معاویہ، جلد 11، صفحہ 458، دار ھجر)

اگر بالفرض 22 رجب ہی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے وصال کا دن ہو، تب بھی اس وجہ سے اس دن حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو ایصال ثواب کرنا ممنوع نہیں ہو سکتا کہ ایک دن میں کسی بزرگ کا انتقال ہونا، اس دن کسی دوسرے بزرگ کو ایصال ثواب کرنے کی ممانعت کی وجہ نہیں بن سکتا۔ اسی طرح اِس دن حضرت امام جعفر کا وصال نہ ہونے سے اس دن آپ کو ایصال ثواب کرنا تو ممنوع نہیں ہو جائے گا کہ ایصال ثواب احادیث سے مطلقاً ثابت ہے۔ جب بھی کیا جائے درست ہے۔ چاہے وہ وصال کا دن ہو یا نہ ہو اور یہ بات بالکل واضح ہے۔

مزید یہ کہ کونڈوں کے ختم کو بدمذہبوں کا طریقہ کہہ کر ممنوع قرار دینا اور اس سے بدمذہبوں سے تشبہ سمجھنا بھی باطل ہے، کیونکہ کفار و بدمذہبوں سے مشابہت کے ممنوع ہونے کے بارے قاعدہ یہ ہے کہ ان کے ساتھ وہی تشبہ ممنوع ہے جس میں فاعل کی نیت تشبہ کی ہو یا وہ شے ان بدمذہبوں کا شعار خاص ہو یا اس چیز میں فی نفسہ شرعاً کوئی حرج ہو، بغیر ان صورتوں کے ہرگز کوئی وجہ ممانعت نہیں۔ درمختار اور بحر الرائق میں ہے: (والنظم للثانی) ”التشبيه بأهل الكتاب لا يكره في كل شيء وإنا نأكل ونشرب كما يفعلون إنما الحرام هو التشبه فيما كان مذموما وفيما يقصد به التشبيه كذا ذكره قاضي خان في

شرح الجامع الصغیر ”ترجمہ: ہر چیز میں اہل کتاب سے مشابہت مکروہ نہیں جیسے ہمارے اور ان کے کھانے پینے کے طور طریقے۔ ان سے تشبہ اُن کاموں میں حرام ہے جو مذموم یعنی برے ہیں یا جن میں مشابہت کا ارادہ کیا جائے، امام قاضی خان نے شرح جامع صغیر میں ایسے ہی ذکر فرمایا ہے۔

(البحر الرائق، کتاب الصلوۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، جلد2، صفحہ 11، دار الکتاب الاسلامی)

علامہ ملا علی قاری منح الروض میں فرماتے ہیں: ”انا ممنوعون من التشبیہ بالکفرۃ واھل البدعۃ المنکرۃ فی شعارھم لا منھیون عن کل بدعۃ ولو کانت مباحۃ سواء کانت من افعال اھل السنۃ اومن افعال الکفر واھل البدعۃ فالمدار علی الشعار“ ترجمہ: ہمیں کافروں اور منکر بدعات کے مرتکب لوگوں کے شعار کی مشابہت سے منع کیا گیا ہے، ہر بدعت میں مشابہت سے منع نہیں کیا گیا ہاں اگر وہ بدعت جو مباح کا درجہ رکھتی ہو اس سے نہیں روکا گیا خواہ وہ اہل سنت کے افعال ہوں یا کفار اور اہل بدعت کے۔ لہٰذا مدارِ کار شعار ہونے پر ہے۔

(منح الروض الازھر علی الفقہ الاکبر، فصل فی الکفر صریحا و کنایۃ، التشبہ بغیر المسلمین، صفحہ 496، دار البشائر الاسلامیہ)

یہاں پر تشبہ کی نیت کا نہ ہونا تو ظاہر ہے اور مدعی نے اس کو وجہ ممانعت بھی نہیں قرار دیا اور فی نفسہ ایصال ثواب کرنے میں شرعی طور پر کوئی قباحت بھی نہیں۔ رہی یہ بات کہ کونڈوں کا ختم دلانا بدمذہبوں کا شعار خاص ہے یا نہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ان کا شعار خاص نہیں ہے، بلکہ 22 رجب کو کونڈوں کا ختم دلانا بہت مقامات پر سنی مسلمانوں میں بھی رائج ہے۔ ہاں جو شخص اس کا دعوی کرے کہ کونڈوں کا ختم بدمذہبوں کا شعار خاص ہے، تو اس پر لازم ہے کہ ثبوت پیش کرے ورنہ بدمذہبوں کے ہر فعل سے مشابہت ممنوع نہیں۔ سیدی امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن نماز عید کے بعد معانقہ کے عدم جواز پر بطور دلیل پیش کی ہوئی ایک عبارت، جو اس بات پر مشتمل تھی کہ ”نماز کے بعد مصافحہ کرنا سنتِ روافض ہے“ کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں: ”یوں ہی مصافحہ بعد نماز فجر وعصر اگر کسی وقت کے روافض نے ایجاد کیا اور خاص ان کا شعار رہا ہو، اور بدیں وجہ اس وقت علماء نے اہلسنت کے لئے اسے ناپسند رکھا ہو تو معانقہ عید کا زبردستی اسی پر قیاس کیونکر ہو جائے گا، پہلے ثبوت دیجئے کہ یہ ”رافضیوں کا نکالا اور انہیں کا شعار خاص ہے۔“ ورنہ کوئی امر جائز کسی بدمذہب کے کرنے سے ناجائز یا مکروہ نہیں ہو سکتا۔ لاکھوں باتیں ہیں جن کے کرنے میں اہلسنت و روافض بلکہ مسلمین و کفار سب شریک ہیں۔ کیا وہ اس وجہ سے ممنوع ہو جائیں گی؟

بحر الرائق و در مختار و رد المحتار وغیرہا ملاحظہ ہوں کہ بدمذہبوں سے مشابہت اُسی امر میں ممنوع ہے جو فی نفسہٖ شرعاً مذموم یا اس قوم کا شعار خاص یا خود فاعل کو ان سے مشابہت پیدا کرنا مقصود ہو ورنہ زنہار وجہ ممانعت نہیں۔“

(فتاوی رضویہ، جلد8، صفحہ 624، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

واللہ اعلم عزوجل **و رسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــہ

مفتی محمد ھاشم خان عطاری

21 رجب المرجب 1441ھ / 17 مارچ 2020ء

نوٹ: دار الافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دار الافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net کے ذریعے کی جاسکتی ہے